شراب نوشی اور دیگر منشیات کے استعمال پر سزا

محمد منیر قمر سیالکوٹی ○ ترجمان سپریم کورٹ الخبر سعودی عرب

شراب نوشی ایک ایسا گناہ ہے کہ اس پر صرف اخروی وعید پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ معاشرہ کو اس خطرناک مرض سے پاک کرنے کے لئے شریعت اسلامیہ میں ایسے اقدامات بھی کئے گئے ہیں کہ لوگ اس سے باز آ جائیں۔ چنانچہ شروع اسلام میں تو شراب نوشی کرنے والوں کو تین مرتبہ موقع دیا جاتا تھا اور چوتھی مرتبہ بھی باز نہ آتا تو اسے قتل کرنے کا حکم تھا۔

قتل کا حکم

جیسا کہ کتب حدیث میں متعدد صحابہ رضی اللہ عنھم سے مروی احادیث شاہد ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم ان سب صحابہ کی روایات فردا فردا ذکر کرنے کی بجائے ان کے حوالہ ذکر کر دیتے ہیں: مثلا ابوداؤد' نسائی' مسند احمد اور مستدرک حاکم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے ابوداؤد' ترمذی' مسند احمد و شافعی' ابن حبان اور مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' ابوداؤد و ترمذی اور مستدرک حاکم میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' ترمذی میں تعلیقا اور مصنف عبدالرزاق' مسند شافعی' ابوداؤد اور بیہقی میں ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طبرانی و مستدرک میں حضرت شرا حبیل بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' طبرانی' دار قطنی' مستدرک حاکم میں حضرت ابن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' مسند احمد و مستدرک حاکم میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' نسائی' ابن خزیمہ' و مستدرک حاکم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' طبرانی میں حضرت عفیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' نسائی مستدرک حاکم میں متعدد صحابہ رضی اللہ عنھم سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من شرب الخمر فاجلدوه فان عاد الثانية فاجلدوه فان عاد الثالثة

فاجلدوه فان عاد الرابعة فاقتلوه (صحيح الجامع الصغير ۳ / ۵ / ۳۰۵ ' منتقى الاخبار و نيل الاوطار ۴ / ۷ / ۱۴۶ - ۱۴۵)

جو شخص شراب پئے اسے کوڑے مارو' اگر دوبارہ پئے تو اسے کوڑے لگاؤ' اگر وہ سہ بارہ پئے تو اسے کوڑے لگاؤ اگر وہ چوتھی مرتبہ پئے تو اسے قتل کر دو۔

اور ایک روایت میں ہے:

فاضربوا عنقه (النسائی ۲ / ۳۲۹)

کہ اگر چوتھی مرتبہ پئے تو اس کی گردن مار دو۔

اور ابوداؤد و ترمذی' اور مستدرک حاکم میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے بارے میں رئیس المحدثین امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

و هو اصح ما فی هذا الباب (منتقى الاخبار للشوكانی ۴ / ۷ / ۱۴۷)

اس موضوع کی صحیح ترین حدیث یہ ہے۔

اور مذکورہ دیگر احادیث کے بارے میں بھی محدثین کرام نے کہا ہے کہ ان کی اسانید صحیح ہیں جن کی تفصیلات سنن اربعہ کی شروح کے علاوہ فتح الباری شرح صحیح بخاری (فتح الباری ۶ / ۳۲۸ - ۳۲۹)' نصب الرايه فی تخريج احاديث الهدايه ' مستدرک حاکم پر علامہ ذہبی کی تعلیقات (نصب الرایہ ۳ / ۳۴۶ - ۳۴۹)' مسند احمد پر علامہ احمد شاکر کی تعلیقات (تعلیق المسند ۹ / ۵۰ - ۶۶) اور علامہ سیوطی کی جامع الصغیر خصوصا صحیح الجامع للالبانی میں دیکھی جا سکتی ہے اور ان صحیح احادیث کے پیش نظر ہی قوت المغتذی شرح جامع ترمذی میں امام سیوطیؒ محلی ابن حزم میں' علامہ ابن حزم نے (محلی ابن حزم ۱۱ / ۳۶۰ - ۳۷۰)' تعلیق المسند میں علامہ احمد شاکر رضی اللہ عنہ نے (تعلیق المسند ۹ / ۴۹ - ۹۲)' نیل الاوطار میں امام شوکانیؒ نے (نیل الاوطار ۴ / ۷ / ۱۴۸) علامہ ابن قیم نے تہذیب السنن میں (تہذیب السنن ۶ / ۲۳۸) ان احادیث کو محکم قرار

دیا ہے۔

اور جن احادیث و واقعات سے اس سزا کو منسوخ قرار دیا جاتا ہے انہیں غیر صریح اور غیر صحیح کہا ہے اور امام حسن بصری کا بھی یہی قول ہے۔

(فتح الباری ۶ / ۳۲۵)

البتہ علامہ ابن قیم نے تہذیب السنن میں کہا ہے کہ دلیل اس بات کی متقاضی ہے کہ قتل کا حکم حتمی نہیں بلکہ حسب ضرورت و مصلحت تعزیر کے طور پر ہے۔ اگر لوگ بکثرت شراب نوشی کرنے لگیں اور کوڑوں کی حد سے باز آتے نظر نہ آئیں تو حاکم وقت اگر چوتھی مرتبہ شراب پینے والے کو قتل کرنا بہتر سمجھے تو وہ قتل کروا سکتا ہے۔ مگر یہ بھی تعزیرا ہوگا نہ کہ حد کے طور پر وجوبا۔ اور ان کے استاد شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی الاختیارات میں یہی رائے ظاہر کی ہے۔ (الاختیارات ۱۷۸) لیکن اپنے فتاوی الکبری میں جمہور کے مسلک کو ہی قوی قرار دیا ہے۔ (فتاوی الکبری ۴ / ۲۵۵) کہ قتل کا حکم وقوع کے لئے نہیں تھا بلکہ دراصل اس سے لوگوں کو وعید اور ڈرانا مقصود تھا۔ جبکہ علامہ محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی نسائی شریف کی تعلیقات بلکہ شرح میں لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک متوسط اور احسن الاقوال امام ابن قیم کا قول ہے جس کی طرف ان کے استاد امام ابن تیمیہ نے بھی اشارہ کیا ہے۔ (التعلیقات السلفیہ ۲ / ۳۲۸)

اس تفصیل سے شراب نوشی کی قباحت و شناعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ یہ کتنا بدترین گناہ ہے اور شراب نوشی کرنے والوں کا قتل نہ سہی اگر سر عام کوڑے ہی لگائے جائیں تو اس میں کون سے معمولی ذلت و رسوائی ہے۔

شراب کی حد کتنے کوڑے ہیں؟

جمہور اہل علم کے نزدیک قتل کی سزا تو منسوخ ہو چکی ہے (نیل الاوطار ۴ / ۷ / ۱۴۷) اب صرف کوڑوں کی سزا ہے۔ اور ان کی تعداد کتنی ہے اس سلسلہ میں صحیحین و سنن میں تو متعدد احادیث ہیں جنکی بناء پر اور خلفاء راشدین

کے مختلف اختیار کی بناء پر ائمہ و فقہا کے دو اقوال ہیں:

پہلا قول

پہلا یہ کہ شرابی کو اسی (۸۰) کوڑے مارے جائیں۔ یہ امام ابوحنیفہؒ امام مالک اور ایک قول میں امام احمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔ ان کا استدلال اجماع صحابہ سے ہے کہ ان کا اس عدد پر اجماع ہو گیا ہے۔ اور کم از کم حد بھی اسی کوڑے ہیں۔ جیساکہ تہمت کی حد ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں مختصراً، صحیح مسلم، ابوداؤد، دارمی، بیہقی، طحاوی، اور مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شرابی لایا گیا جسے آپ نے دو چھڑیوں سے تقریبا چالیس کوڑے مارے۔ پھر اسی پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی عمل رہا۔ اور جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا اخف الحدود ثمانین کہ کم از کم حد اسی کوڑے ہے۔ لہذا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے کا حکم دے دیا۔ (بحوالہ تفسیر المنار ۷/ ۹۸، الارواء ۸/ ۴۶) اور اس مسلک والوں کا کہنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چالیس کوڑے مارے تھے وہ دو شاخی چھڑی یا کوڑے سے تھے جن کی مجموعی تعداد بھی اسی (۸۰) ہے۔ (تعلیقات السلفیہ علی النسائی ۲/ ۳۲۸) اور ان کا استدلال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اجتہاد سے بھی ہے۔ دار قطنی بیہقی اور طحاوی و مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اذا شرب سکر و اذا سکر ھذی و اذا ھذی افتری و علی المفتری ثمانون جلدۃ (تفسیر المنار ۷/ ۹۷۔ الارواء ۸/ ۴۶)

جب کوئی شراب پئے تو نشہ ہو جاتا ہے اور جو نشہ سے ہو ھزیان بکتا ہے اور جو ھزیان بکے وہ افتری پروری کرتا ہے یعنی تہمت لگاتا ہے اور تہمت لگانے

کی سزا اسی کوڑے ہے۔

مگر یہ اثر ضعیف ہے (الارواء ۷ر ۴۶۔۴۷) اور پھر خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل بھی اس کے خلاف ہے جیسا کہ آگے ذکر آ رہا ہے۔ البتہ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ پہلے انہوں نے اجتہاد سے اسی کہا ہو مگر پھر اس سے رجوع کر لیا ہو اور چالیس پر عمل کیا ہو۔

دوسرا قول :۔ جبکہ امام شافعی اور ایک قول میں امام احمد رحمہما اللہ کا مسلک چالیس کوڑے ہے اور چالیس سے زیادہ واجب نہیں البتہ تعزیرا اگر مصلحت کے پیش نظر چالیس سے زیادہ مارے جائیں تو الگ بات ہے اور ان کا استدلال صحیح مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ، دارمی، بیہقی، طحاوی اور مسند احمد میں مذکور اس واقعہ سے ہے جس میں مذکور ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شرابی ولید بن عقبہ کو لایا گیا تو ان کے حکم سے اسے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے کوڑے مارے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ گن رہے تھے اور جب چالیس پر پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رک جاؤ۔ پھر فرمایا نبی رحمت ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی (۸۰) مارے۔ یہ سب سنت ہیں البتہ میرے نزدیک یہ چالیس ہی زیادہ محبوب ہیں۔ (المنار ۷ر ۹۷ وقد التحسن هذا القدر العلامة الحنيف فی التعليقات السلفيه ۲ر ۳۲۸)

یہ دونوں قول خلفاء کے اجتہادات پر مبنی ہیں اور چالیس والوں کے نزدیک بھی کسی مصلحت کے پیش نظر ان میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ مگر وہ حد کے طور پر واجب نہیں ہو گا بلکہ محض تعزیر کے طور پر ہو گا۔ للتفصيل منهاج السنه والتعليقات السلفيه دیکھیں۔ (منہاج السنہ ۳ر ۱۴۸۔۱۴۹، التعلیقات السلفیہ ۲ر ۳۲۸۔۳۲۹)

باقی ص ۱۰ پر